ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.2 2026

صوفی حافظ محمد افضل فقیرؔ کی اُردو نعت گوئی میں تلمیحات کا جائزہ

AN EXAMINATION OF THE ALLUSIONS IN THE URDU POETRY OF SUFI HAFIZ MUHAMMAD AFZAL FAQIR

باقر علی شاہ
پی ایچ ڈی اردو اسکالر، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور
ڈاکٹر مرغوب حسین طاہر
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور

Baqir Ali Shah
PhD Urdu Scholar, Lahore Leeds University, Lahore
Dr. Marghub Hussain Tahir
Assistant Professor, Lahore Leeds University, Lahore

ABSTRACT:

The greatest honor for a believer is to be given the honor of reciting Naat. Because Naat is not only a means of artistic expression but also an important means of forgiveness. From the time of the Prophet to the present day, countless Naat poets have emerged on the page of existence, whose words have become the honor of their respective eras. In the present era, the words of many great Naat poets are preserved in the hearts of people in the same way as they were in their own era. Among these fortunate Naat poets, an important and respected name is that of Sufi Hafiz Muhammad Afzal Faqir.His life was a model of following the Prophet (PBUH) and loving the Prophet (PBUH), and he strived to instill this spirit in the hearts of people throughout his life. As a teacher, he lit the candles of love for Mustafa in the hearts of his students with his thoughts and deeds, and after saying goodbye to this department, when the Astana was built, he continued to shape the character of the students there as well.

Key words: Reciting Naat.Hafiz Muhammad Afzal Faqir.Forgiveness. Artistic Expression.Naat poets.Fortunate Naat. Loving the Prophet (PBUH)

کسی صاحب ایمان کے لیے سب سے بڑا اعزاز یہی ہے کہ اسے نعت کہنے کا شرف عطا ہو جائے۔ کیونکہ نعت اظہار فن کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ بخشش کا اہم ذریعہ بھی ہے۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک صفحہ ہستی پر بے شمار نعت گو شعراء ابھرے جن کا کلام اپنے اپنے دور کا اعزاز قرار پایا۔ موجودہ دور میں بہت سے عظیم نعت گو شعراء کا کلام لوگوں کے دلوں میں اس طرح محفوظ ہے جس طرح ان کے اپنے دور میں تھا۔ انہی خوش بخت نعت گو شعراء میں ایک اہم اور معتبر نام صوفی حافظ محمد افضل فقیرؔ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے ادبی و لسانی، فکری اور فنی خصائص سے نوازا ہے۔ آپ 10 جون 1936ء بمطابق 19 ربیع الاول ۱۳۵۵ھ بروز بدھ لاہور سے چالیس کلو میٹر دور ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں ”چک دھیدو“ میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی اسناد کے مطابق آپ کا نام محمد افضل اور آپ کے والد کا نام محمد شریف. تھا۔ آپ کے والد کا تعلق راجپوت خاندان سے تھا جو ضلع شیخوپورہ کے گورنمنٹ ہائی سکول میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اسی گاؤں کی مسجد میں پنجگانہ نمازوں کی امامت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔

آپ نے ایک دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی والدین کی تربیت اور نیک دل اساتذہ کی رہنمائی نے ان کی طبعیت میں گداز پیدا کیا۔ آپ کے والد محمد شریف اور والدہ عائشہ بی بی دونوں پرہیز گار اور تہجد گزار انسان تھے جن سے آپ چھ بہن بھائی تھے۔ تین بھائی اور تین بہنیں۔

بچپن ہی سے آپ کی زندگی پر درویشانہ چھاپ نمایاں تھی اور آپ کا رویہ تمام بچوں سے مختلف تھا۔ 1941ء میں پرائمری سکول اولیاء پور سے آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا جہاں آپ کو شفیق استاد ماسٹر کندن لال بھی ملے جن کی محنت کی بدولت آپ نے 1945ء میں جماعت چہارم کے وظیفے کے امتحان میں شرکت کی اور تحصیل بھر میں اول آئے اور اسکالرشپ حاصل کی۔ 1949ء میں مڈل امتحان بھی پہلی پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ 1951ء میں گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ سے

میٹرک کا امتحان ہائی فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا۔ 1953ء میں ایف اے کے امتحان میں اول آئے۔ 1955ء میں آپ نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن کا سلسلہ شروع کیا جو 1957ء میں مکمل ہوا۔ 1957ء میں ہی اورینٹل کالج لاہور سے ایم اے فارسی کا امتحان اول پوزیشن کے ساتھ پاس کیا اور دو گولڈ میڈل حاصل کیے۔ ایک کلاس میں اول نے پر اور دوسرا یونیورسٹی کے ذہین ترین طالب علم کے طور پر۔

آپ نے معاشرتی ذمہ داریوں کو بطریق احسن نبھایا۔ بی اے میں دوران تعلیم ہی آپ کی شادی آپ کی خالہ زاد "زبیدہ" سے ہوئی۔ ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیاں عطا فرمائی جو بچپن میں ہی انتقال کر گئیں۔ 1959ء میں آپ گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں بطور فارسی لیکچرار منتخب ہوئے اپنی تنخواہ کا زیادہ حصہ غریب اور نادار طلباء کی فلاح کے لیے خرچ کر دیتے۔ شیخوپورہ میں ملازمت کے قیام کا عرصہ دو سال تک رہا یہاں سے آپ کا تبادلہ گورنمنٹ کالج گوجرہ ہو گیا۔ گوجرہ میں آپ کا قیام ایک سال تک رہا۔ جب آپ ڈیرہ غازی خان میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دے رہے تھے تو آپ نے ملازمت کو خیر باد کہنے کا ارادہ کر لیا۔ بہت سے لوگوں کے منع کرنے کے باوجود آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور فقر اور درویشی کی راہ پر گامزن رہے۔ مختلف بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کے لیے سفر و سیاحت کرتے رہے۔ 1981ء میں آپ نے گاؤں کوٹ عبد اللہ نزد نارنگ منڈی کے عقب میں آستانہ عالیہ قادریہ قائم کیا۔ جہاں سے لوگ آپ کے روحانی فیض سے فیض یاب ہونے لگے۔ 1986ء میں آپ نے حاجی ظہور اللہ کی دُختر نیک اختر فوزیہ بی بی سے دوسرا نکاح کیا جن سے اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عطا کیا۔ بیٹے کا نام محمد عمر اور بیٹی کا نام جویریہ رکھا گیا۔

محمد عمر جن کی ولادت 1988ء میں ہوئی وہ قلیل عرصہ گردوں کے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے 9 نومبر 2022ء کو اس جہاں فانی سے کوچ فرما گئے انہوں نے اپنے پیچھے ایک اولاد نرینہ چھوڑی۔ جس کا نام "محمد تابش عمر" رکھا گیا۔ صوفی حافظ محمد افضل فقیرؔ نے 57 سال، سات ماہ کی عمر میں 8 جنوری 1994ء کو اس جہان فانی سے کوچ کیا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

زمانہ طالب علمی میں آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا لہذا آپ نے فارسی، اردو، عربی پنجابی اور انگریزی زبان میں بے شمار کتب کا مطالعہ کیا۔ آپ نے محسوس کر لیا کہ وہ اچھی تحریر لکھ سکتے ہیں لہذا آپ نے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبان میں نعیتہ شاعری لکھنا شروع کی اور ادبی دُنیا میں نام پیدا کیا۔ نعت گو شعراء میں سے حفیظ تائب، ڈاکٹر ریاض مجید، حافظ لدھیانوالی اور پیر نصیر الدین نصیر کے ساتھ اکثر ادبی حلقوں کا قیام رہتا۔ آپ نے مولانا عبد اللہ سے عربی و فارسی اور حدیث و تفسیر میں مہارت حاصل کی اور مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی نے آپ کو تصوف و عرفان کی منزل مقصود تک پہنچایا۔ آپ کی طبعیت میں فقر و استغنا، درویشی سنجیدگی. خوش گفتاری، پاکبازی، عاجزی اور مہمان نوازی جیسی تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ مختلف علوم جیسے صرف و نحو، سلوک و تصوف، علوم دینیہ و حقائق باطنیہ کے اسرار و رموز پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کو اہم ترین ادبی شخصیت کے محور پر جانا جاتا ہے۔ ادب کی دنیا میں آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

1۔ صد میدان — 1397ھ — ترجمہ تصنیف خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی
2۔ جان جہاں — 1403ھ — مجموعہ حمد و نعت و مناقب
3۔ پاس اعتبار — 1411ھ — مجموعہ فارسی کلام
4۔ عطائے محمد — 1412ھ — مجموعہ حمد و نعت
5۔ آب و رنگ — 1413ھ — مجموعہ رباعیات
6۔ شاہیب الرحمتہ — 1413ھ — مجموعہ حمد نعت و مناقب
7۔ محاکمہ فقیر — 1493ھ
8۔ مقدمات فقیر — 1415ھ — مجموعہ تقدیمات
9۔ فیض حبیب — 1435ھ — مجموعہ حمد و نعت و مناقب

ان تصانیف کے علاوہ آپ نے مکتوب نگاری بھی کی۔ ان مکتوبات کو کتابی شکل دینے کی تیاری کی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بیاری اور اس کا روحانی علاج کی تصیح و تہذیب کی اور احوال و مقامات حضرت سلطان باہو کی تقدیم و تہذیب کی۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھنا شروع کی تھی لیکن زندگی نے وفانہ کی۔ یہاں آپ کی اردو نعت گوئی میں تلمیحات کا جائزہ لیا جائے گا۔

علمائے بلاغت نے صنعت تلمیح کی تعریف میں یہ بیان کیا کہ اس صنعت میں شاعر کسی مشہور مسئلہ یا قصہ یا مثل یا کسی علمی اصطلاح کا یا پھر قرآن مجید اور احادیث کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلاً

کشتی مسکین و جان پاک و دیوار یتیم
علم موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

(1)

شعر کے پہلے مصرعے میں ایسی تین چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے ہمسفر ہونے کے واقعے میں ہے ۔ نعتیہ شاعری میں قرآنی آیات کا مفہوم یا حدیث کے صاف حوالے حتیٰ کہ معجزات کا بیان بھی صنعت تلمیح کے ذیل میں آتے ہیں۔ صنعت تلمیح کے استعمال میں مرزا غالب کا شعر دیکھیں۔

قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزن دیوار زندان ہو گئیں

غالب اس شعر میں حضرت یوسفؑ کے قید ہونے اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے کی جدائی میں نابینا ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ تلمیحات کے استعمال میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ قرآن کی آیات اور احادیث کے ٹکروں کو نظم کرتے وقت شاعر کہیں تحریف معنوی کا شکار نہ ہو جائے۔
قرآنی آیات میں محکمات اور متشابہات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ضعیف روریات کی جگہ مستند روایات منظم کی جائیں ۔ اگر صنعت تلمیع کی بات کی جائے تو اسلامی تاریخ کے واقعات کی طرف اشارہ کرنے میں اکثر شعراء کی معلومات محدود رہی ہیں۔ اکثر نے نار نمرود، جام جم، کوہ طور، یوسف اور زلیخا اور کربلا کا ذکر کثرت سے کیا ہے لیکن اگر فقیرؔ کے نعتیہ مجموعے دیکھے جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اول تا آخر تمام مجموعے تلمیحات سے چھلک رہے ہیں ۔ آپ کے کلام کی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر شعر قرآن مجید کی کسی آیت، حدیث کے معنی مفہوم یا اسلامی تاریخ کے واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے فقیرؔ نے بہت سے واقعات کو تلمیحات کی زینت بنایا ہے۔ جیسا کہ آپ تحریر کرتے ہیں۔

شہر نبی ہے نور سراپا لیے ہوئے
آغوش ذرہ ہے ید بیضا لیے ہوئے

(2)

ید بیضا حضرت موسیٰ کا معجزہ ہے کہ جب آپ ہاتھ بغل سے باہر نکالتے تو وہ نور کی روشنی سے چمکنے لگتا لیکن فقیرؔ رسول اکرمؐ معجزے کا ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی آمد سے شہر سراپا نور بن گیا حتیٰ کہ کوئی ذرہ بھی آپ کے دامن میں آتا تو وہ سراپا نور بن جاتا۔
رسول اکرمؐ کا وہ معجزہ بہت مشہور ہے۔ جب آپ نے انگشت شہادت کے اشارے سے چاند کو ٹکروں میں تقسیم کر دیا۔ فقیرؔ بہت خوبصورت انداز میں اس معجزے کو بیان کرتے ہیں۔

مہتاب گواہی کو زمین پر اتر آئے
دیکھے اگر انگشت شہادت کا اشارا

(3)

اسی طرح فقیرؔ اس واقعے کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ جب قیامت کے دن کسی کو کسی کی پرواہ نہ ہو گی کوئی کسی کو ایک نیکی تک نہ دے گا اور نہ کسی میں اتنا حوصلہ ہو گا کہ بارگاہ الہیٰ میں کسی کی سفارش کر سکے اس روز امام الانبیاءؐ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں گے اور تب تک سر اقدس نہ اٹھائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ آپ کی امت کی خطاؤں کو معاف نہ فرمادے فقیر رقم طراز ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

امید کرم جس سے ہے وابستہ امم کی
ایک سجدہ ہے محشر میں پیمبر کی جبیں کا

(4)

رسول اکرمؐ نے اسلام کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں۔ کفار نے آپ کو بہت ستایا لیکن آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ ان تمام تکالیف میں طائف کا وہ واقعہ ساری امت کبھی نہ بھولے گی جب اہل طائف نے رسول اکرمؐ کے پیچھے آوارہ لڑکے لگا دیے۔ جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کر دیا۔ لیکن پھر بھی رسول اکرمؐ نے اُن کے لیے ہدایت کی دُعا فرمائی کہ اگر یہ نہیں تو ان کی آنے والی نسلوں میں سے نیکوکار پیدا ہوں گے۔ اسی واقعے کا ذکر آپ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

طائف کے سبزہ زار سے آنکھوں کو دے سکوں
پھر یاد کر حضور کی وہ جان گدازیاں

(5)

رسول اکرمؐ کے غزوات کا ذکر ہو تو غزوۂ بدر، اُحد یا خندق کا ذکر کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ رسول اکرم ایک عظیم سپہ سالار بھی تھے تمام غزوات میں جس طرح سے آپ نے مہم جوئی کی وہ ایک بہترین لیڈر ہی کر سکتا ہے۔ فقیرؔ رسول اکرمؐ کے ضرورت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ایک ایک نشاں عظمت شاہ دوسرا کا
بدر و احد و خندق و خیبر سے ملے گا

(6)

سورہ بنی اسرائیل اور سورہ نجم کو پڑھیں تو رسول اکرمؐ کے معراج کے معجزے کا ذکر ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی اور پھر ذات باری تعالیٰ اپنے محبوب کو عرش معلیٰ تک سیر کرائی۔ لیکن اس سفر میں بھی رسول اکرمؐ کو اُمت کی فکر رہی اور اُمت کی بخشش کے سامان کے لیے اللہ تعالیٰ سے نمازوں کا تحفہ لے کر آئے۔ تاکہ اُمت کا بھلا ہو فقیرؔ فقیر اس واقعے کو اس انداز میں تحریر کرتے ہیں۔

یہ شان کریمانہ کہ معراج کی شب ہے
اور ایک تمنا ہے کہ اُمت کا بھلا ہو

(7)

تلمیحات کے استعمال میں آپ نے مورخات کا ذکر بھی مکمل فنی مہارت سے کیا ہے۔ اسلام کے عروج میں مواخات کا بڑا کردار ہے۔ جب رسول اکرمؐ مکتہ کرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں رسول اکرمؐ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ آپ ایک انصاری کا ہاتھ ایک مہاجر کے ہاتھ میں دے کر فرماتے کہ آج سے تم بھائی بھائی ہو اور وہ انصاری بھائی اپنے مہاجر بھائی کو ساتھ لے جاتا اور آدھی جائیداد اس کے نام کر دیتا۔ یہ انصار کی بڑی قربانی تھی۔ قربانی کے اسی جذاب کو دیکھتے ہوئے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے اسی واقعے کو فقیرؔ پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔

خیر البشر کے حسنِ مواخات سے عرب
یوں مل گئے نہ رکھتے تھے گویا کسی سے بیر

(8)

فقیرؔ کا مجموعہ رباعیات دیکھیں تو آپ نے اس مجموعہ میں بہت خوبصورتی سے تلمیحات کا استعمال کیا ہے۔ اس سے آپ کی علمی وادبی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ واقعہ معراج کے اس لمحہ کو بیان کرتے ہیں جب عبد اور معبود کے تمام پردے ہٹا کر اللہ تعالیٰ نے محبوب کو اپنے دیدار کا شرف بخشا جیسا کہ آپ رقم طراز ہیں۔

ہے رحمت عالم پر زمانے کو ناز
انسانیت کو بھی ملا ہے اعزاز
کچھ حائل قرب عبد و معبود نہیں

ہم پر شب معراج نے کھولا یہ راز

(9)

رسول اکرمؐ تمام منازل کو عبور کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے آخر وہ مقام آیا جب دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم ہوا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ثم دنی فتد لی O فکان قاب قوسین او ادنی O(10)

فقیرؔ رسول اکرمؐ کے اس معجزے کو بھی بیان کرتے ہیں جب حدیبیہ کے دن صحابہ کرام کے پاس نہ پینے کے لیے پانی موجود تھا نہ وضو کرنے کے لیے اور نہ ہی جانوروں کو پلانے کے لیے۔ تو اس وقت صحابہ کرام نے رسول اکرمؐ کی مبارک انگلیوں سے پانی۔ کے چشمے جاری دیکھے فقیرؔ رقم طراز ہیں۔

فیض جان اطہر کا کس طرح ہو اندازہ
مثل چشمہ جب پھوٹے انگلیوں سے موجہ ء آب

(11)

اس معجزے کا ذکر کتب احادیث میں مستند روایات کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے۔

”حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی اکرمؐ کی خدمت اقدس میں ایک برتن پیش کیا گیا حالانکہ آپ مقام زوراء میں تھے۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کے نکلنے لگا اور لوگوں نے وضو کیا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا تم کتنے لوگ تھے۔ انہوں نے جواب دیا تین سو یا اس کے لگ بھگ۔“(12)

یہی واقعہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

”حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور نبی اکرمؐ کے سامنے ایک چھاگل تھی۔ آپ نے اس سے حضور فرمایا جب وضو سے فارغ ہوئے تو لوگ پانی پینے کے لیے آپ کی طرف جلدی جلدی آئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس نہ وضو کے لیے اور نہ ہی پینے کے لیے پانی ہے ماسوائے اس پانی کے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے چھاگل میں اپنا دست مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ ہم نے پانی پیا اور وضو پاس. کیا۔ مسالم بن ابی جعد نے کہا میں نے حضرت انس سے کہا تم کتنے لوگ تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی تھا لیکن ہم فقط پندرہ سو تھے۔“(13)

لوگوں نے آسمانوں سے برستا پانی تو دیکھا تھا زمین اور پہاڑوں سے چشمے نکلتے دیکھے تھے لیکن کبھی انگلیوں سے پانی جاری ہوتا نہ دیکھا تھا۔ پر رسول اکرمؐ سے محبت کرنے والوں کے لیے اہم انعام تھا۔ فقیرؔ نے شب ہجرت کی گھڑی کو بھی خوبصورت تلمیح کے طور پر استعال کیا ہے آپ رقم طراز ہیں۔

کیا معیت حق تھی جس گھڑی شب ہجرت
تیغ بند دستے سے آپ بے خطر گزرے

(14)

کس قدر سخت آزمائش کا وقت تھا جب کفار باہر تلواریں لیے کھڑے تھے کہ جب رسول اکرمؐ باہر تشریف لائیں تو تمام قبائل مل کر آپ پر حملہ کر دیں۔

رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا اور فرمایا صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے تم بھی مدینے آجانا۔

رسول اکرمؐ قرآنی آیات تلاوت کرتے ہوئے نکلے لیکن کفار کچھ نظر نہ آیا۔ آپ رات کے اندھیرے میں حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ نکلے اور غار ثور میں پناہ لی لیکن نے صبح جب حضرت علی کو بستر سے اُٹھتے دیکھا تو آپؐ کے پیچھے غار ثور تک پہنچ گئے۔ کفار خود بھی آپ کے پیچھے تھے اور انعام کا لالچ دے کر بہت سے لوگوں کو آپ کی تلاش میں لگا دیا۔ سراقہ مالک بن جعشم رسول اکرمؐ کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ جس کا ذکر حدیث مبارکہ میں ان الفاظ کے ساتھ ملتا ہے۔

"ابو اسحاق سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا جب نبی اکرمؐ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لائے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا تو نبی اکرمؐ نے اُس کے لیے بدُعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا صراقہ بن مالک نے عرض کیا میرے سے دُعا فرمائیں تو میں آپ کو نقصان نہیں۔ دوں گا۔ آپؐ نے اس کے حق میں دعا فرمائی حضرت براء بن بن عازب نے کہارسول اکرمؐ کو پیاس محسوس ہوئی اور ایک چرواہے کے پاس سے آپ کا گزر ہوا حضرت ابو بکر صدیق نے کہا میں نے ایک پیالہ لیا اوراُس میں دودھ دوہا۔ میں اس کو لے کر بار گاہ نبوت میں حاضر ہوا آپ نے وہ دودھ نوش فرمایا حتی کہ میں خوش ہو گیا۔"(15)

سفر معراج میں مسجد حرام سے مسجد اقصی کا سفر اور انبیاء کی امامت کے قصے کو فقیرؔ اس انداز میں تحریر کرتے ہیں۔

پیغمبر ہیں مقتدی ایسے آپ امام
تمکین عالم کو ملے ایسے آپ مکیں

(16)

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کے سفر میں حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبر رسول اکرمؐ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ وہاں پہنچے تو تمام انبیاء اکرام مقتدی بن کر پیچھے کھڑے تھے اور آپ امام بن کر مصلی امامت پر کھڑے تھے۔ رسول اکرمؐ جب سفر معراج سے واپس آئے تو کفار نے اس کی تکذیب کی اور آپ کا مذاق اُڑانے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کبھی بیت المقدس نہیں گئے۔ اگر یہ سچ کہتے تو بیت المقدس کا نقشہ پوچھ لیتے ہیں۔ اسی واقعہ کا ذکر حدیث مبارکہ میں ان الفاظ کے ساتھ آیا ہے۔

"ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا جب قریش میں واقعہ معراج کے متعلق میری تکذیب کی تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا۔ میں قریش. کو اس کی نشانیاں بتانے لگا اور میں بیت المقدس دیکھ رہا تھا۔"(17)

رسول اکرمؐ جس پتھر یا پہاڑ کے پاس سے گزرتے تو وہ بھی آپؐ کی شان و صداقت کی گواہی دیتے اور آپ پر درود پڑھتے تھے اور اگر آپؐ کنکر ہاتھ میں لیتے تو کنکر آپؐ کے ہاتھ میں درود پڑھنے لگتے اسی معجزے کو فقیرؔ حسین پیرائے میں استعمال کرتے ہیں

جن کی شاِن صدق پر سنگ شہادت دیں
کہتے دشمن بھی جنہیں صادق اور امیں

(18)

رسول اکرم کو کائنات کا ذرہ ذرہ پہچانتا ہے اگر ابو جہل بھی اپنی مٹھی میں کنکریاں چھپا کر رسول اکرمؐ کی بار گاہ میں آکر کہتا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے۔ تو اس کی مٹھی میں موجود کنکریوں نے آپؐ پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا۔ بچپن ہی میں آپ میں صادق اور امین کی خصوصیات موجود تھیں۔ آپؐ اتنے امین تھے کہ ہجرت کی رات بھی آپ کو لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کا خیال تھا۔ آپؐ کی صداقت کو مسلمان تو مسلمان کافر بھی تسلیم کرتے تھے۔ تھے اور اکثر کفار کی زبان پر یہ جملہ ہوتا اے محمدؐ ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو چیز آپ لے کر آئے ہیں ہم اُسے تسلیم نہیں کرتے۔ رسول اکرمؐ کی صداق کا صحابہ اکرام کو اس قدر یقین تھا کہ حضرت ابو بکر سے جب ابو جہل نے واقعہ معراج کا ذکر کیا تو آپ نے کچھ نہ جانتے ہوئے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ رسول اکرمؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ تو اس صداقت کی گواہی کی وجہ سے آپ کو رسول اکرمؐ کی بار گاہ سے صدیق کا لقب عطا ہوا۔ حضرت علی روایت بیان کرتے ہیں کہ کیسے پتھر بھی آپ کی صداقت کی گواہی دیتے تھے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.2 2026

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ میں نبی اکرمؐ کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پھر سرکار اقدس اور ہم مکہ شریف کے گرد ونواح میں گئے تو جس پہاڑ اور درخت کا بھی سامنا ہوتا تو وہ عرض کرتا" السلام علیک یا رسول اللہ "(19)

فقیرؔ کے نعتیہ مجموعوں میں جتنے بھی سیرت نبی کے پہلو بیان کیے گئے ہیں وہ یا تو قرآن مجید سے اخذ کیے گئے ہیں یا کتب احادیث سے۔ مثلاً آپؐ کی سیرت و اخلاق کا ذکر، معجزات وصفات کا ذکر، پیغامات واحکامات کا ذکر، حسن واداا اور بے مثل و بے مثال ہونے کا ذکر، احساس گناہ پر ندامت اور بارگاہ نبوی سے رحمت کی اُمید کا ذکر، رسول اکرمؐ کی سوانح وسیرت کے کمالات کا ذکر، خاتم الانبیاء ہونے کا ذکر، حسب ونسب اور حسن وجمال کا ذکر، صاحب خلق قرآن ہونے کا ذکر، قول وفعل میں یکسانیت کا ذکر، آپ سے منسوب اشیاء مثلاً گنبد خضریٰ، ارض حرم، آل واصحاب اور ازواج کا ذکر، قرآن مجید میں ذکر ہونے والی صفات کا ذکر، آپ کے اسوہ حسنہ کا ذکر، آپ کی امت کی فضیلت کا ذکر، مکہ ومدینہ کی فضیلت اور عظمت کا ذکر غزوات وجانثاروں کا ذکر، شق القمر اور معراج نبوی کا ذکر، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے اور دعائے نبوی سے نزول بارش کا ذکر، ہجرت مدینہ اور مواخات مدینہ کا ذکر، دین کی تکمیل اور خطبہ حجتہ الوداع کا ذکر، مدینہ کے حسین مناظر اور پُر کیف فضاؤں کا ذکر، انبیاء کی امامت کا شرف اور عرش معلی تک رسائی کا ذکر، تخلیق رسول کریمؐ وجہ تخلیق کائنات ہونے کا ذکر۔ المختصر آپ کے نعتیہ مجموعوں میں رسول اکرمؐ کی تعریف کے سینکڑوں موضوعات تخلیق کیے گئے ہیں۔ فقیرؔ کے بقول رسول اکرمؐ کی تعریف میں اتنے موضوعات تخلیق ہوسکتے ہیں کہ ہزاروں اوراق کے دفتر بھی آپ کی تعریف کے سامنے ناکافی محسوس ہوں۔

فکر وفن کے اعتبار سے آپ کے تمام مجموعے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ چونکہ آپ فارسی اور عربی زبان پر بھی دسترس رکھتے تھے اس لیے اردو نعت گوئی میں کہیں کہیں فارسی اور عربی زبان کے الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے کچھ نعتیں سادہ اور عام فہم الفاظ میں تحریر کی گئی ہیں۔ لیکن بعض نعتوں میں مشکل الفاظ کا استعمال بھی کیا گیاہے۔ آپ کے بقیہ کلام کا بہ نظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد کاری یہ رائے قائم کرتا ہے کہ آپ بہت عمدہ نعت گو شاعر ہیں۔

فقیرؔ کی نعت گوئی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی۔ ہے کہ اُن کی شاعری محبت رسولؐ اور اتباع رسول میں اضافے کا باعث ہے۔ انہوں نے رسول اکرم کی سیرت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ رسول اکرمؐ کی حیات مبارکہ میں پیش آنے والے اہم واقعات کو نعت کے مضامین کی زینت بنایاہے۔ رسول اکرم کی زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کا ذکر بھی نہایت مہارت سے کیاہے۔ رسول اکرمؐ کے معجزات اور لوگوں سے ہمدردی اور دلجوئی کے واقعات کو جب نعت کا موضوع بناتے ہیں تو قارئین کے دلوں میں عشق مصطفیٰؐ کی شمعیں فروزاں ہونے لگتی ہیں۔

ہجرت مورخات اور طائف جیسے واقعات بھی قارئین کے دلوں میں عشق مصطفیٰؐ اور اتباع رسول کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ رسول اکرمؐ کے اُمت کی خاطر مصائب اور تکالیف تو اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول اور اتباع رسول کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

رسول اکرمؐ کی محبت اور اتباع میں ہی دُنیا و آخرت کی کامیابی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ کسی مسلمان کو اگر عشق نبیؐ کا ایک ذرہ بھی عطا ہو جائے تو کامیابی وکامرانی اور بخشش کے لیے کافی ہے۔ جیسا کہ فقیرؔ رقم طراز ہیں۔

اک ذرہ میسر ہو جسے عشق نبی کا
لاریب وہ اللہ کے نزدیک ولی ہے

فقیر کی حیات اتباع نبیؐ اور عشق نبیؐ کا نمونہ تھی اور ساری زندگی لوگوں کے دلوں میں یہی جذبہ پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہے۔ بطور اُستاد آپ نے طلبہ کے دلوں میں اپنے فکر وعمل سے عشق مصطفیٰ کی شمعیں فروزاں کیں اور اس شعبہ کو خیر باد کہنے کے بعد جب آستانہ کی تعمیر ہوئی تو وہاں پر بھی وہ طالب علموں کی کردار سازی کرتے رہے۔

جس طرح اپنی حیات میں آپ نے زیادہ تر خود کو گمنام رکھا آپ وصال کے بعد بھی نعت گوئی کے میدان میں آپ کا تعارف اس طرح پیش نہیں گیا جس کے آپ حقدار ہیں۔ آپ کی شاعری محض جذباتی احساسات کی حامل نہیں بلکہ گہرے عصری شعور اور تہذیبی فکر کی حامل ہے۔

حوالہ جات

1۔ حلیم حاذق، اُصول نعت گوئی، (2009ء) ڈائمنڈ آرٹ پریس 137 اے بینٹنک سٹریٹ کولکتہ (ص،60)

2- حافظ محمد افضل فقیرؒ، جان جہاں(1403ھ)مکتبہ جدید پریس14ایمپرس روڈلاہور،(ص،50)

3- ایضاً(ص،72)

4- ایضاً(ص،89)

5- ایضاً(ص،99)

6- ایضاً(ص،114)

7- حافظ محمد افضل فقیرؒ،عطائے محمد،(1412ھ)مکتبہ جدید پریس14ایمپریس لاہور،(ص،46)

8- ایضاً(ص،94)

9- حافظ محمد افضل فقیرؒ،شابیب الرحمۃ،(1413ھ)ظریف پرنٹنگ پریس فیصل آباد،(ص،102)

10- سورۃ النجم53،(8-9)

11- حافظ محمد افضل فقیرؒ،فیض حبیب،(2014ء)مکتبہ جدید پریس5لوئر مال مکہ سنٹر3گراؤنڈفلور لاہور، (ص،42)

12- امام ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری جلد اوّل(2006ء)شبیر برادرز اُردو بازار لاہور،
(ص،378)

13- ایضاً(ص،379-380)

14- حافظ محمد افضل فقیرؒ،فیض حبیب،(2014ء)مکتبہ جدید پریس5لوئر مال مکہ سنٹر3گراؤنڈفلور لاہور، (ص،24)

15- امام ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری جلد اوّل(2006ء)شبیر برادرز اُردو بازار لاہور،
(ص،521)

16- حافظ محمد افضل فقیرؒ،فیض حبیب،(2014ء)مکتبہ جدید پریس5لوئر مال مکہ سنٹر3گراؤنڈفلور لاہور، (ص،36)

17- امام ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری جلد اوّل(2006ء)شبیر برادرز اُردو بازار لاہور،
(ص،504-505)

18- حافظ محمد افضل فقیرؒ،فیض حبیب،(2014ء)مکتبہ جدید پریس5لوئر مال مکہ سنٹر3گراؤنڈفلور لاہور، (ص،36)

19- مولانا جلال الدین احمد امجدی، انوار الحدیث،(1421ھ)، پروگرایسو بکس40بی اُردو بازار لاہور،
(ص،391)